فارغ بخاری

(حالاتِ زندگی)

سید میر احمد شاہ بخاری اصل نام اور فارغ بخاری قلمی نام ہے۔ فارغؔ تخلص کرتے ہیں۔ آپ کا آبائی وطن پشاور ہے جہاں ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک، منشی فاضل، ادیب فاضل اور پشتو فاضل کے امتحانات پشاور سے پاس کیے۔ پشتو، اُردو اور فارسی تینوں زبانوں میں فضیلت کی سندیں حاصل کیں۔

پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر تھے۔ مگر چوں کہ شعر و ادب سے اُنھیں فطری لگاؤ ہے۔ اس لیے اُن کا بیش تر وقت ادبی خدمات میں گزرتا ہے۔ کئی اخبارات و رسائل کے مدیر رہے۔ اِس سلسلے میں وہ ''المشرق'' ماہنامہ ''نغمہ'' ''حیات'' ''کیسر کیاری'' پشاور سے اور اخبار ''شباب'' لاہور سے نکالتے رہے۔ اِس کے علاوہ اُنھوں نے اپنے شفیق دوست رضا ہمدانی کی معیت میں پشاور سے معیاری جریدہ ''سنگِ میل'' نکالا۔ جو آزادی رائے کے جرم میں حکومت نے بند کر دیا۔ اور ایک سال تک سیفٹی ایکٹ کے تحت جیل میں رہے۔

شاعری میں حبیب بینک ادبی انعام ملا۔ جب کہ ۱۹۹۳ء میں ان کی ادبی خدمات کے صلے میں صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی ملا۔

فارغ بخاری پاکستان کے نوجوان شعرا بالخصوص خیبر پختونخواہ کے سخنوروں میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ اُن کی شاعری کی ابتدا ۱۹۴۵ء سے ہوئی۔ وہ بلاشبہ لائقِ ستائش ہے۔ فارغ بخاری نظم و غزل دونوں کہتے تھے۔ نظموں میں وہ بالعموم رومانی اور انقلابی نظمیں کہتے ہیں۔ تاہم اُن کی رومانی نظموں میں ایک انقلابی بانکپن پایا جاتا ہے۔ جس کا رشتہ کبھی اختر شیرانی کی رومانیت سے تو کبھی جوش کی رومانوی انقلابیت سے جا ملتا ہے۔

اُنھوں نے بے شمار انقلابی گیت لکھے۔ مگر وہ انقلابی موضوعات کو اپنی غزلوں میں فنکارانہ اسلوب کے ساتھ نبھا نہ سکے اور اُن کی اکثر غزلیات خطابت کا شکار ہوگئی ہیں۔

اُن کی انقلابی منظومات میں ایک طرف تو مزدور طبقہ کے جذبات کا احترام ہے۔ اور دوسری طرف اُن جذبات کی ایسی پُرخلوص اور ولولہ انگیز ترجمانی پائی جاتی ہے۔ جو اِن تخلیقات کو ایک زندگی، ایک ولولہ اور ایک عزم سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ ان خصوصیات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی انقلابی نظمیں حسن و تاثیر کے زیور سے بھی آراستہ ہوگئیں۔

آپ نے ۱۹۹۷ء میں وفات پائی۔

تیسری قسم کا بچہ

(فارغ بخاری)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو اُردو ادب میں فنِ خاکہ نگاری کی اہمیت سے روشناس کروانا۔
۲۔ خاطر غزنوی کے فن سے آشنا کروانا۔
۳۔ طلبہ کو خاکہ نگاری اور آپ بیتی میں فرق سکھانا۔
۴۔ اُردو خاکہ نگاری/تحقیق نگاری میں فارغ بخاری کے مقام سے آگاہ کرنا۔
۵۔ آپ بیتی اور روداد نویسی سے روشناس کرانا۔

خاص الفاظ وتراکیب: سعادت مند ۔ قناعت ۔ سفاک دور ۔ اغلباً ۔ ہر فن مولا ۔ جاں کھپانا ۔ کمیابی ۔ اُجلے گیت ۔ شبنم کی پھوار ۔ نغمگی

سعادت مند بچے ایک ہی کھلونے سے کھیلتے کھیلتے سارا بچپن گزار دیتے ہیں۔شریر بچوں کے لیے اِدھر کھلونے آئے اور اُدھر توڑ پھوڑ کر نئے کھلونوں کا تقاضا شروع کر دیا۔ خاطر غزنوی کی خاصیت ان دونوں قسم کے بچوں سے جُدا ہے۔ وہ تیسری قسم کا ایسا بچہ ہے جو ایک کھلونے پر قناعت نہ کرتے ہوئے نت نئے کھلونوں کا متلاشی تو ضرور رہتا ہے لیکن انہیں توڑنے پھوڑنے کی بجائے شوکیس میں سجا کر رکھنے اور آنے جانے والوں سے اپنی ہنرمندی کی داد کا طالب ہوتا ہے۔

خاطر سے کم و بیش تیس برس پہلے میری ملاقات ہوئی تو وہ بچہ ہی تھا۔ عمر کے لحاظ سے نہ سہی ادبی طور پر اُن دنوں وہ گھٹنوں چلنے کی مشقت سے گزر رہا تھا۔ شاید اس لیے اب جب کہ وہ ادبی طور پر بھی کل کا باپ بن چکا ہے اس کی ادبی صلاحیتوں اور نام و مقام کا قائل ہوتے ہوئے بھی وہ مجھے بچہ ہی لگتا ہے۔ ویسے اُس میں بچوں کی بعض روایتیں ابھی تک بحال ہیں۔ بعض شخصیتوں کی یہ خوبی ہے کہ وہ زندگی کے ہر اسٹیج میں بچے ہی لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ بڑھاپے کا سنگین اور سفاک دور بھی ان سے بچپنا نہیں چھین سکتا۔ وہ جو کسی نے کہا ہے کہ بڑھاپے میں انسان بچہ بن جاتا ہے۔ اغلباً ایسے ہی لوگوں کو دیکھ کر کہا ہوگا ورنہ ہر شخص میں یہ جوہر کہاں کہ وہ بڑھاپے کو بچپنے کی طرح گزارنے کا اہل ہو۔ اس عمر میں تو بقول جوش ملیح آبادی اپنی پہچان تک مشکل ہو جاتی ہے۔

ے کیا قہر ہے جب دیکھتا ہوں آئینہ
اپنے میں کوئی اور نظر آتا ہے

خاطر کے کمرے کی بے ترتیبی دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے کسی بچے نے کھیلنے کے لیے دنیا بھر کی بیکار چیزیں جمع کر رکھی ہوں۔ کتابوں، رسالوں، اخباروں کے علاوہ پرانے ٹکٹوں کے فائل، پرانی ڈائریاں، پرانے کیلنڈر، کیمرے، تصویریں، مجسّمے یہاں تک کہ اس کے نام آئے ہوئے خطوط کے ادبی لفافوں کا انبار بھی آپ کو مل جائے گا۔ اس طرح ہر فن مولا بننے کے لیے ان میں اُس نے مصوری، فوٹو گرافی، شاعری، ڈراما نگاری، موسیقی غرض ہر فن میں نہ صرف قسمت آزمائی کی ہے بلکہ برسوں جان کھپائی ہے اور بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ لیکن ابھی تک اُس کے اندر کے قدآور فن کار پر کوئی جامہ فٹ نہیں آیا۔ پچھلے سال اس نے کہا تھا کہ اب سب کچھ چھوڑ کر صرف شاعری کو اپنا رہا ہے۔ لیکن اِس کے ایک ہفتے بعد وہ ہندکو فلم قصہ خوانی میں اداکاری کے جوہر دکھاتا ہوا پکڑا گیا۔

دراصل وہ ایک ایسا سیماب صفت انسان ہے جو صرف بھاگ دوڑ کے لیے پیدا ہوا ہے۔ اس کی زندگی میں ٹھہراؤ مطلق نہیں۔ اپنے درس و تدریس کے فرائض کے علاوہ وہ درجنوں ادبی و غیر ادبی اداروں کا صدر، سیکرٹری، کنوینئر، مشیر یا کم از کم ممبر ضرور ہے۔ صبح سے شام تک مشین کی طرح کام کرنا اُس کی محبوب ہابی ہے لیکچرر کے علاوہ وہ یونیورسٹی میں پبلک ریلیشن افسر بھی ہے اور غالباً لیکچررز کلب کا سیکرٹری بھی ہے۔ کیوں کہ اسے دعوتوں کا انتظام کرتا ہوا بھی پایا گیا۔ اور لیکچررز کے لیے حکومت سے رہائشی پلاٹوں کی زمین حاصل کرنے میں سرگرداں دیکھا گیا ہے۔ اس کے انکار کے باوجود یہ سارے دھندے اس کے گلے ڈال دیے جاتے ہیں۔ اور وہ اخلاقاً قبول کرنے کو مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسے الیکشن میں ہمارے سیاست دان پبلک کے اصرار پر حصہ لینے کے لیے بے بس ہو جاتے ہیں۔ اس میں اتنی قوت کار ہے کہ انکار کے باوجود پانچ دس اور بھی ایسی ذمہ داریاں قبول کرنے کے لیے ہر وقت مجبور ہو سکتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک لطیفہ بلکہ ایک نہیں دو لطیفے یاد آرہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا وہ قصہ خوانی میں اپنے ایک دوست کی دکان پر بیٹھا تھا۔ دوست کسی کام سے اٹھ کر باہر گیا۔ اور حسبِ عادت دوکان داری میں دلچسپی لینے لگا۔ اسی اثنا میں دکان کے باہر ایک شخص اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ خاطر نے ایک ماہر دکاندار کی طرح پوچھا۔ کیا چاہیے؟ وہ قریب ہو کر کہنے لگا۔ چاہیے تو کچھ نہیں ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ کا کوئی بڑا بھائی ہے۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''کتنی عجیب بات ہے میرے بچے کا چینی کا پروفیسر ہو بہو آپ کی شکل کا ہے''۔

دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ اس کے ایک نئے شاگرد نے کلاس سے باہر خاطر کو اردو میں بات چیت کرتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو کر اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔ ''اِسے جانتے ہو یہ چینی ہے اور دیکھو کیسی صاف اردو بول رہا ہے''۔

چینی ڈیپارٹمنٹ کے تعلق سے بعض حضرات اُسے واقعی چینی سمجھتے ہیں۔ وہ چینی تو نہیں لیکن اُس کی باتوں میں چینی کی

اس کی باتوں میں نہیں۔ شاعری میں بھی ایک مٹھاس ضرور ہے۔ اِس لیے چینی کی اِس کمیابی کے دور میں اِس کا دم غنیمت ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جذباتی ہونے کے باوجود شاعری شیریں اور خوشگوار فضا ملتی ہے۔ خاطرؔ نے بڑے اُجلے گیت کہے ہیں۔ ٹھنڈے صاف پانی کے جھرنے کی گنگناہٹ...... میں اس کا لہجہ نرم اور کومل ہے۔ جیسے شبنم کی پھوار جیسے غنچے کے چٹکنے کی صدا جیسے ٹھنڈے صاف پانی کے جھرنے کی گنگناہٹ...... مصوری میں بھی اسے ہمیشہ ہلکے رنگ ہی مرغوب رہے ہیں۔ اس کے مزاج اور فن کا یہ تضاد نا قابلِ فہم ہے۔ ویسے اس کی شاعری کے متعلق ابتدا ہی سے۔ میری رائے ہے کہ وہ گیتوں کا شاعر ہے۔ اس کی نظموں، غزلوں میں بھی گیتوں ہی کا ذائقہ، نغمگی اور خوشبو ملتی ہے۔ وہ پھولوں اور خوشبوؤں کا شاعر ہے۔ وہ اب تک رنگارنگ تتلیوں کے پیچھے بھاگتا رہا ہے۔ اس کا المیہ یہ ہے کہ خوبصورت تتلیاں ہمیشہ اس کی رسائی سے دور رہی ہیں اس المیہ کو اس نے جان کا روگ نہیں بنایا بلکہ ایک اونچے فن کار کی طرح اپنے فن میں سمو کر اس میں جاذبیت اور دل کشی پیدا کی ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں اس کے فن کی تمام خوبیوں کا احاطہ کرنا میرے لیے ممکن نہیں احباب کی رائے میں وہ تمام فنون لطیفہ پر ہاتھ مارنے کے بجائے کسی ایک کو اپناتا تو اس کی صلاحیتیں نہ جانے کہاں جا کر دم لیتیں، لیکن ''کسی ایک چیز'' کے متعلق ان کی رائے میں اختلاف ہے کوئی اسے مصوّری کوئی فوٹو گرافی کوئی موسیقی اپنانے کا مشورہ دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں خاطرؔ کا اصل میدان شاعری ہے۔ یہ اس کی طلسمی شخصیت کا جادو ہے کہ اس کے متعلق لوگ اتنی ساری خوبیوں کی نشاندہی کرتے ہیں لیکن شاید وہ بھی جانتا ہے کہ اسے صرف شاعری کرنی چاہیے۔ ہاں منہ کا مزہ بدلنے کو کبھی کبھار کوئی دوسرا ذوق بھی پورا کرلیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

خاطرؔ کے قلم میں قوت ہے اور اچھی بات یہ ہے کہ وہ اس کا مصرف بھی جانتا ہے۔ دوسرے فنون میں دسترس رکھتے ہوئے بھی اب تک اس نے صرف شاعری ہی میں نام پیدا کیا ہے۔ اس کی شاعری کے ضمن میں میں نے پھولوں اور تتلیوں کا ذکر کیا ہے یہ اس کے بچپن کے وہ سہانے خواب ہیں جن کا تعاقب کرتے ہوئے عمر کے اس حصے میں آ پہنچا ہے جس میں حسینوں سے قابلِ احترام رشتے قائم کرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ طویل تعاقب لڑکپن کی معصومیت اور ذہنی نیک چلنی کی علامتیں ہیں۔ اس کی یہ نیک چلنی خواہ مجبوری کے باعث ہی کیوں نہ ہو فنی نشوونما کے لیے کوئی نیک فال نہیں تاہم خاطرؔ کی شخصیت کو نکھارنے میں اس کے چہرے کی معصومیت کے عنصر کا بڑا عمل دخل ہے۔ اندر کا حال تو اللہ جانتا ہے۔ اللہ کرے وہ اپنی طفولیت کی اس معصومیت کو محفوظ رکھ سکے اور اس کی وہ دائمی مسکراہٹ زندہ رہے۔ تاکہ ہم اس کی بعض بے ہودگیوں کے باوجود اسے ہمیشہ سویٹ چائلڈ کہتے رہے۔

(ہم قلم)

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف) "بڑھاپے میں انسان بچہ بن جاتا ہے"، سے مصنف کی کیا مُراد ہے؟

ب) مصنف خاطر غزنوی کو گیتوں کا شاعر کیوں سمجھتے تھے؟

ج) بقول مصنف احباب خاطر غزنوی کو تمام فنون لطیفہ کی بجائے کسی ایک کو اپنانے کا مشورہ کیوں دیتے تھے؟

د) خاطر غزنوی کی شخصیت کے بارے میں کوئی لطیفہ بیان کریں۔

ہ) "وہ چینی نہیں لیکن اس کی باتوں میں چینی کی مٹھاس ضرور ہے"، سے مصنف کی کیا مراد ہے؟

۲۔ متن کے مطابق درست جواب کی نشاندہی کریں۔

الف) خاطر غزنوی رہنے والے تھے۔

i) پشاور کے　　ii) لاہور کے

iii) کراچی کے　　iv) کوئٹہ کے

ب) مصنف خاطر غزنوی کا اصل میدان سمجھتے تھے۔

i) مصوری کو　　ii) موسیقی کو

iii) شاعری کو　　iv) ڈراما نگاری کو

ج) "تیسری قسم کا بچہ" فنِ ادب کے لحاظ سے ہے۔

i) انشائیہ　　ii) خاکہ

iii) آپ بیتی　　iv) خودنوشت

د) خاطر غزنوی ایک انسان تھے۔

i) متحرک　　ii) ہمدرد

iii) خاموش　　iv) سفاک

ہ) خاطر غزنوی پیشے کے لحاظ سے تھے۔

i) ڈاکٹر　　ii) دکاندار

iii) لیکچرر　　iv) پروڈیوسر

۳۔ متن کے مطابق دُرست اور غلط کی نشاندہی کریں۔

الف) خاطر غزنوی پاکستانی زبانوں کے علاوہ روسی زبان بھی بولتے تھے۔

ب) خاطر غزنوی کی شخصیت کے مختلف پہلو تھے۔

ج) خاطر غزنوی فنِ تاریخ نویسی کے بہت بڑے ماہر تھے۔

د) خاطر غزنوی ایک سماجی شخصیت کے مالک تھے۔

ہ) خاطر غزنوی نے اداکاری بھی کی۔

۴۔ سبق ''تیسری قسم کا بچہ'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

۵۔ بہ حوالہ متن درج ذیل عبارت کی تشریح کریں۔ نیز سیاق و سباق بھی لکھیں۔

''دراصل وہ ایک ایسا سیماب صفت .... مشین کی طرح کام کرنا اُس کی محبوب ہابی ہے''۔

۶۔ ''تیسری قسم کا بچہ'' پڑھنے کے بعد آپ نے خاطر غزنوی کی شخصیت کو کیسا پایا؟

۷۔ خاطر غزنوی کی شخصیت میں موجود مختلف متضاد پہلوؤں کا ایک دوسرے سے موازنہ کریں۔

سرگرمیاں

۱۔ اساتذہ کرام طلبہ سے مختلف قسم کے ادبی و علمی تحریریں پڑھوا کر اس قسم کی تحریریں خود اُن سے لکھوائیں۔

۲۔ طلبہ سے مختلف اقسام کے فارم پُر کروائیں اور رسیدیں لکھوائیں۔

۳۔ فارغ بخاری یا کسی اور شخصیت نگار کا کوئی خاکہ سنوائیں۔

اشاراتِ سبق

۱۔ طلبہ کو اُردو ادب میں فنِ خاکہ نگاری کی اہمیت بتائیں۔

۲۔ خاکہ نگاری اور آپ بیتی میں فرق بتائیں۔

۳۔ اُردو صنف خاکہ نگاری/شخصیت نگاری میں فارغ بخاری کا مقام بتایا جائے۔

۴۔ فارغ بخاری کے اسلوبِ نثر کے فنی محاسن پر لیکچر دیا جائے۔